جمعیت علماء اسلام کا عالمی اجتماع...... چند تاثرات

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

''جمعیت علماء اسلام پاکستان'' کا عالمی اجتماع اضاخیل پشاور میں 7،8،9اپریل 2017ء کو منعقد ہوا۔ جس میں ملک و بیرون ملک کے ممتاز علمائے کرام، مشائخ عظام، قائدین اور سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ سعودی عرب کے وزیر مذہبی امور شیخ ڈاکٹر صالح عثمان حفظہ اللہ، امام کعبہ شیخ صالح بن محمد ابراہیم آل طالب حفظہ اللہ، بحرین سیکنڈ وائس سپیکر عادل عبدالرحمٰن، ہندوستان سے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب مدظلہم، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور جمعیۃ علمائے ہند کے ناظم عمومی حضرت مولانا سید محمود مدنی صاحب نے جمعیت علماء ہند کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ وفد کی صورت میں شرکت فرمائی۔ اس کے علاوہ برطانیہ، قطر، نیپال، امارات، بنگلہ دیش، ایران، جنوبی افریقہ اور ہانگ کانگ سے بھی وفود شریک ہوئے، احقر کو بھی اس عالمی اجتماع میں شرکت اور خطاب کا موقع ملا:

اس میں دورائے نہیں ہوسکتیں کہ یہ اجتماع، ایک عظیم الشان اجتماع تھا، لاکھوں فرزندان اسلام نے اس میں شرکت کی، علماء، مشائخ، ممتاز شخصیات، مختلف سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں، اداروں کے سربراہان، وفود اور دینی مدارس و جامعات کے منتظمین، اساتذہ کرام اور طلبہ کی ایک کثیر تعداد اس میں شریک ہوئی۔ یہاں تک کہ اقلیتوں کو بھی اس میں نمائندگی دی گئی اور پاکستان میں مسیحی برادری کے بشپ نہ صرف شریک ہوئے بلکہ انہوں نے اجتماع سے خطاب بھی کیا۔ اس عظیم الشان اجتماع کی اہمیت، ضرورت اور اثرات کو سمجھتے ہوئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اسے کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور ادارے کی طرف سے اخبارات اور میڈیا کے ذریعے باقاعدہ ایک اپیل حضرت قائم مقام صدر وفاق ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ، نائب صدر وفاق حضرت مولانا محمد انوار الحق حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور احقر کے دستخطوں کے ساتھ شائع کی گئی جس میں ملکی اور بین الاقوامی حالات کے پس منظر میں اس اجتماع کی اہمیت کو اجاگر کر کے اجتماع کی کامیابی اور عوام

خواص سے اس میں شرکت کی اپیل کی گئی، جو درج ذیل ہے۔

اکابرین ''وفاق المدارس'' کی دینی حلقوں سے اپیل:......

ملک کی ممتاز دینی وسیاسی جماعت ''جمعیۃ علماء اسلام پاکستان'' کے زیر اہتمام 7،8،9اپریل 2017ءکو پشاور میں ''عالمی اجتماع'' ایک ایسے وقت میں منعقد ہو رہا ہے جب پوری دنیا میں فکری وتہذیبی کشمکش عروج پر ہے۔ اشتراکی نظریہ کے انہدام کے بعد سرمایہ دارانہ نظام اور مغربی تہذیب کے علمبردار اسلام کو اپنا واحد حریف سمجھتے ہیں۔ چنانچہ عالمی قوتوں کی طرف سے اسلامی تعلیمات کے خلاف منفی پروپیگنڈا اور دینی شخصیات کی کردارکشی پوری قوت سے جاری ہے۔ دینی مدارس کو انتہا پسندی اور فرقہ وارانہ تعلیم کی اماجگاہیں قرار دیا جا رہا ہے۔ اسلام کا تعارف تشدد اور نفرت کے دین کے طور پر کرایا جا رہا ہے۔ اسلام کے نظریہ جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کیا جا رہا ہے جبکہ سیکولر حلقے شعائر اسلام کے خلاف منظم سازش میں مصروف ہیں اور نفاذ اسلام کے مطالبہ اور جدو جہد کو شدت پسندی کہا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف بعض عالمی تنظیمیں اپنے رویے سے اسلام کو جبر وتشدد کی علامت کے طور پر متعارف کروا کر لوگوں کو حقیقی اسلام سے دور کر رہے ہیں۔ ''وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں ان انتہا پسندانہ رویوں کے حامل افراد موجود ہیں ان حالات میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ دینی قوتیں میدان عمل میں آ کر تشدد، جبر، نفرت اور اکراہ کے تمام ذرائع کی نفی کرتے ہوئے اسلام کے حقیقی اور روشن چہرے کو نمایاں کریں اور افہام وتفہیم، ذہن سازی، تعلیم وتربیت اور سیاسی و جمہوری جدو جہد کرتے ہوئے اسلامی انقلاب لائیں۔ اس وقت ''جمعیۃ علماء اسلام'' کا یہ عالمی اجتماع امید کی کرن ہے اس لئے کہ میدان سیاست میں جمعیۃ علماء اسلام کی تاریخ پرامن، سیاسی، دستوری اور آئینی جدو جہد کی آئینہ دار ہے۔ اس اجتماع کی کامیابی پاکستان کو ایک صحیح اسلامی فلاحی اور جمہوری ریاست بنانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے ہم ملک کے تمام دینی حلقوں اور پاکستان کے عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس ''عالمی اجتماع'' کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور تعاون کریں، اس میں شرکت کریں اور عالمی اور سیکولر طاقتوں کو یہ پیغام دیں کہ اسلام ہر انتہا پسند طرز عمل اور ظلم واستبداد کے خلاف اور

ہر خیر وفلاح، عدل وانصاف اور سچائی کا حامی ہے۔ دینی مراکز ومدارس کے طلبہ واساتذہ خاص طور پر اس اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا گو رہیں اور حسب توفیق وسہولت عملی طور پر شرکت ومعاونت بھی فرمائیں۔

احقر کے نزدیک اس عظیم الشان اجتماع کے ذریعے جو چند تاثرات یا پیغامات عام ہوئے، وہ یہ ہیں:

(1)...... عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے۔ بالکل بلا جواز مسلمانوں کا تعلق دہشت گردی، بدامنی اور عدم برداشت سے منتھی کیا جاتا ہے اور انہیں دہشت کی ایک علامت کے طور پر سامنے لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس عظیم اجتماع سے اس تاثر کے غلط ہونے اور اس کی نفی کا پیغام دنیا کے سامنے گیا ہے۔

(2)...... گزشتہ دس پندرہ سال سے بطور خاص اہل السنۃ والجماعۃ مکتب دیوبند سے متعلقہ افراد، جماعتوں اور اداروں کے خلاف ایک منظّم سازش کے تحت ان کا تعلق عسکریت پسندی، دہشت گردی اور بدامنی سے جوڑا جا رہا ہے، جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں، اس عظیم الشان اجتماع سے اس پروپیگنڈہ کی پرزور نفی ہوئی ہے اور دنیا کو یہ صحیح اور حقیقی تاثر دیا گیا ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند سے نسبت رکھنے والے اداروں، جماعتوں اور ان سے وابستہ افراد کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں، یہ مکتب فکر جمہوری اقدار وروایات پر یقین رکھتا ہے، فرقہ واریت، تفرقہ بازی سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ تو غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کی پاسداری اور ان کے انسانی احترام کا علم بردار ہے۔

(3)...... یہ پیغام بھی دنیا کو دیا گیا کہ مکتب اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند سے تعلق رکھنے والی دنیا کی سب سے بڑی دینی سیاسی جماعت جمعیت علماء اسلام نے مسلح جدو جہد اور عسکریت پسندی کا راستہ نہیں اپنایا بلکہ وہ پرامن اور جمہوری طریقے سے اسلام کے نفاذ اور شعائر اسلام کے تحفظ کے لئے کوشاں ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے کلیدی خطبہ صدارت میں فرمایا:

> ’’پوری دنیا میں جہاں جہاں جمعیت علماء موجود ہے، ان کے وفود یہاں پہنچ چکے ہیں، جو اس بات کا پیغام دے رہے ہیں کہ شیخ الہند نے جو فلسفہ امن دیا تھا، جو نظریہ دیا تھا، اس پر کام کرنے والے لوگ پوری دنیا میں موجود ہیں، پرامن سیاسی جدوجہد، صرف پاکستان میں موجود جمعیت کا منہج نہیں، ہر سطح پر پوری دنیا میں حضرت شیخ الہندؒ کے روحانی فرزندان، اسی راستے پر رواں دواں ہیں......‘‘۔

(4)...... دینی مدارس کے خلاف ملکی اور غیر ملکی سطح پر طاغوتی قوتوں کا پروپیگنڈہ بہت عام ہے اور بلاوجہ دین کی حفاظت کے ان قلعوں کا عسکریت پسندی سے تعلق جوڑا جاتا ہے، اس اجتماع سے دینی مدارس کے سراپا خیر ہونے اور

دہشت گردی سے ان کا کسی قسم کا تعلق نہ ہونے کا پہلو بھی ایک حد تک اجاگر ہوا، چنانچہ امام حرم، شیخ صالح بن محمد ابراہیم نے اپنے آخری روز کے خطاب میں فرمایا:

''مدارس دنیا کے اندر جہاں پر بھی ہیں، خیر وفلاح کے چشمے ہیں، مدارس کے ساتھ دہشت گردی کو جوڑنا بالکل خلاف حقیقت اور غلط بات ہے......''

(5)...... اس عظیم اجتماع میں بطور خاص ملت اسلامیہ کے اتحاد اور وحدت امت کی اہمیت وضرورت پر بہت زور دیا گیا اور تقریباً اکثر خطباء اور مقررین حضرات نے اپنے بیانات میں مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کی اہمیت اور انتشار وافتراق سے دور رہنے کی تلقین کی، تفرقہ بازی اور عدم برداشت کی مذمت کی گئی، وحدت امت کا پیغام اس اجتماع کا اہم پیغام ہے، چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے پراثر خطاب میں فرمایا:

''اس مسائل کے دور میں ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے کہ ہم متحد ہوں، ہمیں اپنے مسلکی، فکری، سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک مقصد کے لئے جمع ہونا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کی صحیح صورت دنیا کے سامنے پیش کی جائے، اسلام اور شریعت کی صحیح تنفیذ کا کام اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیا جائے اور اس کے لئے فکری بنیادوں پر متحد بھی ہوں اور متفق ہوں، اس میں یہ ضروری نہیں کہ ساری جماعتیں، تنظیمیں اور ادارے ختم ہو جائیں، یہ برقرار رہتے ہوئے بھی مشترک رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یک جان اور یک جہت ہو کر کام کر سکتے ہیں، ہمارے اکابر نے اپنے عمل سے یہ بات واضح فرمائی ہے۔ یہ اجتماع الحمد للہ! مختلف حضرات کا ہے، میں امید رکھتا ہوں کہ یہ اجتماع اس اتحاد کو قائم کرنے کے لئے اور مشترک مقاصد میں جدوجہد کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس اجتماع سے یہ برکات عطاء فرمائے آمین''۔

(6)...... پاکستان کی سیاست کے حوالہ سے بھی اس اجتماع سے یہ تاثر سامنے آیا کہ پاکستان میں مذہبی اور دینی سیاست کو دیس سے نکالا نہیں جا سکتا، یہاں کے عوام، علماء پر اعتماد کرتے ہیں اور عوام کے اندر ان کی جڑیں مضبوط ہیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور جن لوگوں کی خواہش ہے کہ الحاد، بے دینی اور سیکولرازم کی بنیادوں پر اس ملک کی سیاست کو بڑھایا جائے، یہ ان کی غلط فہمی ہے، پاکستان کی سرکردہ سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور وفود نے اجتماع میں شرکت کر کے اس حقیقت کو اجاگر کیا۔ پیپلز پارٹی کے رہنما اور اپوزیشن لیڈر جناب سید خورشید شاہ صاحب اور مسلم لیگ ن کے رہنما جناب راجہ ظفر الحق صاحب کے اجتماع سے بیانات اس کا واضح ثبوت ہیں۔

(7)...... اس اجتماع سے مستقبل میں دینی جماعتوں کے اتحاد کی راہ بھی ہموار ہوتی نظر آ رہی ہے۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے امیر جناب سراج الحق صاحب نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے واضح اعلان کیا کہ ''میں اپنی طرف سے دینی جماعتوں کے اتحاد کا اختیار مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو دیتا ہوں''...... یہ ایک اچھی پیش رفت ہے۔ دینی سیاسی جماعتوں کا اگر مستحکم بنیادوں پر اتحاد ہو جائے تو ملکی سیاست واقتدار میں ان کا کردار پہلے سے کئی گنا بڑھ سکتا ہے اور ہر حوالہ سے یہ جماعتیں قومی، ملی اور سیاسی سطح پر مضبوط کردار ادا کر سکتی ہیں۔

(8)...... گزشتہ کچھ عرصہ سے بطور خاص چند دین دشمن قوتیں پاکستان کو ایک سیکولر اور لادین اسٹیٹ باور کرانے کی مہم چلا رہی ہیں اور اس کے لئے انہوں نے سوشل میڈیا کو ہتھیار بنایا ہے، دین اسلام اور مقدس شخصیات کے خلاف گستاخانہ مواد کی اشاعت عرصہ دراز سے جاری ہے، توہین رسالت کے قانون کے خلاف قادیانیوں کی کارستانیاں بھی عروج پر ہیں، اس حوالے سے بھی اس عظیم الشان اجتماع میں آواز اٹھائی گئی، احقر نے بھی اجتماع کے پہلے روز اپنے خطاب میں اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا:

''پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کا خواب دیکھنے والوں کو ناکامی ہوگی، دہشت گردی کو اسلام سے جوڑنے والے ہوش کے ناخن لیں، اسلام امن ومحبت، عدل، اعتدال اور تحمل وبرداشت کا دین ہے، دہشت گردی اور دہشت گردوں کا اسلام سے، اسلام کا دہشت گردی اور دہشت گردوں سے کوئی تعلق نہیں، دہشت گردی اور انتہا پسندی کی آڑ میں اسلام، امت مسلمہ اور مدارس ومساجد کے خلاف اقدامات کسی صورت قابل قبول نہیں، سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد ناقابل برداشت، حکومت ناموس رسالت کا تحفظ یقینی بنائے، توہین رسالت کا ارتکاب فساد ہے، لہٰذا آپریشن ردالفساد کا رخ گستاخان رسول کی طرف موڑا جائے، مذہبی طبقہ نے ہر آڑے وقت میں حب الوطنی کا ثبوت دیا.......... اسلام نے ہمیشہ امن وسلامتی کا درس دیا، بے گناہوں کا خون بہانے والے اور انسانیت کا قتل عام کرنے والے آج اسلام اور مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دنیا کے سامنے اسلام کی حقیقی تصویر پیش کریں۔ ختم نبوت کے باغی اس ملک کا سرمایہ نہیں ہو سکتے، جنہوں نے اس وطن عزیز کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، جو ہماری عدلیہ کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے وہ کبھی بھی محب وطن نہیں ہو سکتے، اس ملک کے لئے قربانیاں دینے والوں کو پروموٹ کرنے کی ضرورت ہے، (بقیہ صفحہ نمبر ۳۹)